نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

درس نظامی کے فضلاء کی ڈبل ایم اے کے مساوی تسلیم شدہ سند سے حکومت کا انکار کیوں؟

برصغیر میں انگریزوں کی آمد کے بعد نظام تعلیم کو ایک سازش کے ذریعے طبقاتی نظام میں منقسم کردیا گیا اور دینی مدارس کا نظام تعلیم عصری تعلیم سے قصداً علیحدہ کردیا گیا۔ جسکے نقصانات آج بالکل واضح اور اظہر من الشمس ہیں۔ اسی ہی کے نتیجے میں "مسٹر اور مُلا" کی اصطلاح وضع کی گئی اور نفرتوں کی خلیج بڑھائی گئی جہاں علماء کو اس فیصلہ سے تھوڑا بہت نقصان ہوا تو اس سے کئی گنا زیادہ نقصان عصری علوم کے حامل افراد کو بھی اٹھانا پڑا، کیونکہ یہ طبقہ مکمل طور پر دین و شریعت سے نابلد اور بیگانہ ہو گیا۔ پھر قیام پاکستان کے بعد یہ توقع کی جارہی تھی کہ ہمارے ارباب بست وکشاد تعلیمی پالیسی پر مکمل توجہ دینگے، لیکن افسوس کہ یہ شعبہ بھی انگریزوں کے پروردہ اور تیار کردہ افراد کے ہاتھوں میں آیا اور انہوں نے جان بوجھ کر اس شعبہ میں بھی کوئی ٹھوس بنیاد مہیا نہیں کی۔ حالانکہ تقسیم ہند کے بعد ہمارے پڑوس میں نظام تعلیم کا شعبہ ایک مسلمان رہنما اور مذہبی سکالر مولانا ابوالکلام آزادؒ جیسی علمی شخصیت کو سونپا گیا تھا اور انہوں نے ملک کو ایسا نظام تعلیم دیا جسکی اساس پر پوری ہندوستانی قوم تعلیمی میدان میں آج ہم سے بہت آگے ہے۔ دوسری جانب ہمارے حکمرانوں نے طبقاتی نظام کی سرپرستی ماضی کیطرح جاری رکھی اور اسکے نتیجے میں ایچی سن اور برن ہال کالج وغیرہ وجود میں آئے۔ جس سے عصری علوم میں بھی انہوں نے طبقاتی نظام پیدا کردیا ایسے میں مدارس اسلامیہ اور درس نظامی ہی محنت اور اخلاص کے ساتھ اپنا نظام چلارہے تھے۔ پھر ضیاء الحق مرحومؒ نے مدارس دینیہ کے نظام تعلیم اور فضلاء کی محنت و قابلیت سے متاثر ہو کر انکے نظام تعلیم کا مکمل جائزہ لیا اور وزارت تعلیم اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے پورے غور وخوض، طویل بحث و تمحیص اور سروے کے بعد درس نظامی کے وہ فارغ التحصیل فضلاء جنہوں نے وفاق المدارس

بھی

پاکستان (پاکستان میں دیوبندی مکتبہ فکر سے منسلکہ ہزاروں مدارس کا بورڈ ہے) کے تحت امتحانات دے کر عالمیہ کی سند حاصل کی ہو اس سند کو حکومت پاکستان نے ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے مساوی قرار دیا ہے۔ یہ طبقاتی نظام اور "مسٹر اور ملا" کی تفریق و خلیج کم کرنے کی ایک بہت بڑی مخلصانہ کوشش تھی۔ پھر اسی ہی کی بناء پر درس نظامی کے ہزاروں فضلاء نے ایم اے کیا اور سینکڑوں فضلاء نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں بھی عالمیہ کی سند پر ملک کی تمام بڑی اور مشہور یونیورسٹیز سے اعلیٰ ترین نمبروں پر حاصل کیں اور فضلاء کی ایک بڑی تعداد فوج جیسے اہم اوارے میں بھی خطابت کے فرائض سرانجام دے رہی ہے اور کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسی منظور شدہ عالمیہ کی سند پر پروفیسر اور لیکچرر مقرر ہوئے۔ پھر اس فیصلے کے پندرہ بیس سال بعد بے نظیر بھٹو سابق وزیر اعظم پاکستان جنکے خمیر اور رگ رگ میں اسلام دشمنی گندھی ہوئی ہے نے اپنے دوسرے دور اقتدار میں جہاں دینی مدارس کی اہمیت اور کردار کو کم کرنا چاہا اور فوج میں بڑھتے ہوئے مذہبی اثر و رسوخ اور اپنے خلاف ایک ناکام بغاوت کے بعد وفاق المدارس سمیت دیگر تمام مسالک کے بورڈز کی اسناد کالعدم قرار دیں۔ اور ان کیلئے میٹرک، ایف اے، بی اے اور ایم اے جیسا لمبا پروسیجر از سرنو مقرر کر دیا۔ اب گذشتہ پانچ چھ سالوں سے علماء فضلاء کی ایک بہت بڑی تعداد اس ظالمانہ فیصلے سے متاثر ہوئی ہے۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ شریعت بل کی دعویدار حکومت بھی سابقہ حکومت کی طرح اسی فیصلے پر قائم و دائم اور عمل پیرا ہے ان کا سب سے بڑا "عذر لنگ" یہ ہے کہ ان فضلاء کو انگریزی نہیں آتی۔ انگریزی زبان کی اہمیت سے کس کو انکار ہے لیکن ہمیں بتایا جائے کہ انگریزی زبان ہماری قوم کی بنیادی ضرورت اور کیا اصل الاصول ہے یا ہماری قومی زبان ہے؟۔ بلکہ یہ صرف ایک لینگوئج ہے۔ پوری دنیا انگریزی کے بغیر بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہے مثلاً فرانس، ہالینڈ، بلجیم، جرمنی تمام عالم عرب اور مسلم دنیا میں ان کی مقامی زبانوں میں تعلیم اور نظام حکومت کامیابی سے چل رہا ہے۔ ان کا یہ کہنا انگریزی دور غلامی کا عکاس ہے۔ اگر موجودہ حکومت نے ہماری سند کی حیثیت کو پھر سے بحال نہ کیا تو ہم سمجھیں گے کہ علماء اور دینی مدارس کے بارے میں امریکہ کی ایماء اور شہ پر دونوں پارٹیوں کی سوچ یکساں ہے۔ سب سے بڑا طرفہ تماشا یہ ہے کہ ملک کی ایک

ممتاز اور تاریخی یونیورسٹی کے شعبہ ایم فل میں وفاق المدارس کی سند پر داخلہ اب بھی مشکل سے مل جاتا ہے لیکن اسی یونیورسٹی میں فضلاء ماسٹر ڈگری وغیرہ نہیں کر سکتے اور دیگر تمام یونیورسٹیوں میں بھی اسی سند کی بنیاد پر بی اے، ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی کے شعبوں میں مکمل پابندی لاگو کردی گئی ہے۔ یہ کھلا تضاد کیوں ہے ؟ ہماری وفاق المدارس اور دیگر مسالک کے بورڈوں کیعہدیداروں سے مؤدبانہ گذارش ہے کہ وہ اس حساس مسئلہ پر از سر نو اپنی کوششوں کا آغاز کریں کیونکہ آپ کے کندھوں پر ہزاروں طلباء کی مسؤلیتیں اور انکا مستقبل پڑا ہوا ہے۔ گوکہ ان حضرات نے ایک دو ملاقاتیں ماضی میں حکام سے کی بھی ہیں لیکن یہ ایک دو ملاقاتوں یا چند خطوط کا مسئلہ نہیں بلکہ اس کیلئے مکمل ہوم ورک اور مربوط کوشش کی ضرورت ہے۔ ہم اس موقع پر تمام دینی صحافت کے ایڈیٹران و مدیران اور دیگر مضمون نگار حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس نازک مسئلے پر اپنے اپنے مجلّات اور اخبارات میں اداریے اور مضامین شائع کریں۔ خدارا! ارباب اقتدار مذہبی طبقے کو دیوار کے ساتھ لگانے کی مذموم کوششیں نہ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں ان احساس کمتری میں مبتلا کرنے کے منفی عمل کا ردعمل انتہائی سخت صورت میں کل ظاہر ہو اور کل وہ آپ سے کہیں کہ درس نظامی کا دس سالہ کورس مکمل پڑھیں اور عربی زبان پر بھی عبور حاصل ہونے کے بعد آپ کو سرکاری ملازمت دیجائیگی۔ افسوس کا مقام ہے کہ حکومتی افسران سمیت بعض انانیت پسند پروفیسران بھی علماء اور فضلاء کی اس سند اور ہمسری پر چیں بجبیں رہے ہیں۔ اس سلسلے میں انکی سازشیں بھی دینی طبقے کے خلاف کارفرما ہی ہیں۔ اگر یہی حالات رہے تو انقلاب جو قریب نہیں تو زیادہ دور کی بات بھی نہیں۔۔۔۔۔ اس سلسلے میں دارالعلوم حقانیہ اور ادارہ "الحق" ہر ممکن تعاون پر آمادہ ہے اور فضلاء کے جائز حقوق کیلئے اپنے مخلص بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ جدوجہد کیلئے تیار ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆